دیواروں پر اشتہار چسپاں کرنا

مفتی وزیر احمد

دور حاضر کا ایک عظیم المیہ یہ بھی ہے کہ اکثر پروگراموں کے لیے ہزاروں کی تعداد میں اشتہارات چھاپ کرایسی ایسی دیواروں پر چسپاں کیئے جاتے ہیں جنکے متصل کھلا گٹر، اور گندی نالی بہہ رہی ہوتی ہے۔ اشتہار لگانیوالے کو واضح نظر آرہا ہوتا ہے کہ یہ اشتہار گر کر اس غلاظت خانہ میں جائیگا۔ یا پھر اشتہاروں کے تمام تر ٹکڑے گلیوں اور بازاروں میں جوتوں کے نیچے روندے جائیں گے۔ میرے نظر سے جتنے اشتہار گزرے ہیں اکثر پر بیت اللہ شریف اور گنبد خضرا کا عکس، جلی حروف میں صلوٰۃ وسلام اور بہت ہی مقدس کلمات لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور اس سال تو ضلع لیہ کیا کثر سیاستدانوں کیا شتہارات پر قرآنی آیت ''نَصرٌ مِّنَ اللهِ وَ فَتحٌ قَرِیبٌ'' (الصّف:۱۳) بھی لکھی ہوئی تھی۔

حالانکہ کسی بھی پروگرام کی تشہیر اشتہارات کے علاوہ ہوسکتی ہے مثلاً بینر، پینا فلیکس آویزاں کردیئے جائیں اور پروگرام گزرنے کے بعد انہیں اتار لیا جائے یا پھر دعوت نامہ چھاپ کر جلسہ کی دعوت دی جاسکتی ہے۔

اگر کوئی یہودی، انگریز گستاخی کرے تو مسلمان ممالک میں ہر طرف سے احتجاجی ریلیاں نظر آتی ہیں۔ بھلا اگر ہمارے ہاں تھوں سے ایک ماہ ربیع الاول شریف کے پروگراموں پر چھپنے والے لاکھوں اشتہار غلیظ نالیوں کی نذر رہوں تو جواب دہ کون ہوگا۔؟

علامہ علاء الدین حصکفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَلَا یَنبَغِی الْكِتَابَةُ عَلَی جُدْرَانِهِ

مسجد کی دیواروں پر نہیں لکھنا چاہیے۔ (درمختار: ۱/۴۹۰؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

أَیْ خَوْفًا مِنْ أَنْ تَسْقُطَ وَتُوطَأَ

اِس خطرہ سے کہ دیواروں سے کتابت کے گرنے سے پائمالی ہوگی۔ (فتاویٰ شامی ۱/۴۹۰؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَلَوْ کُتِبَ الْقُرْآنُ عَلَی الْحِیطَانِ وَالْجُدْرَانِ بَعْضُهُمْ قَالُوا: یُرْجَی أَنْ یَجُوزَ، وَبَعْضُهُمْ کَرِهُوا ذَلِکَ مَخَافَةَ السُّقُوطِ تَحْتَ أَقْدَامِ النَّاسِ، کَذَا فِی فَتَاوَی قَاضِی خَانْ

اگر قرآن پاک کی آیات دیواروں پر لکھی جائیں تو بعض علماء کرام ن یفرمایا جائز ہے،اور بعض نے فرمایاپاؤں تلے آتے کےخوف سے دیواروں پر لکھنا مکروہ ہے۔(فتاویٰ ہندیہ۳۲۳/۵؛ داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان)

علامہ مفتی جلاالدین احمد امجدی کے ہاں ایک استفتاء آیا کہ اگر مکان کے بیرونی حصہ پر آیۃ الکرسی،کلمہ طیبہ یادوسری آیات قرآنیہ کندہ ہوں اور بارش کا پانی ان پر سےگزر کر نالی میں جاتا ہےتو اس کے بارے میں کیاحکم ہے؟ جواب لکھتے ہیں:

سیمنٹ سے بھرکراسے مٹادیاجائے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ:''دیواروں پر کتابت سے علماء نے منع فرمایاہے کمافی الہندیہ وغیرہااس سے احتراز ہی اسلم ہے۔اگرچھوٹ کرنہ بھی گریں تو بارش میں پانی ان پر گزرکرزمین پر آئیگااور پامال ہوگاغرض مفسدہ کااحتمال ہےاور مصلحت کچھ بھی نہیں لہذااجتناب ہی چاہیے۔(فتاویٰ فقیہ ملت:۳۲۸/۲شبیر برادرز،لاہور)

فقہاء کرام کی مندرجہ بالاعبارات کی روشنی میں یہ مسئلہ واضح ہوگیا: کہ دیواروں پر لکھنے سے احتراز چاہیے جب کہ دیواروں پر لکھاہوا کافی حدتک مضبوط ہوتا ہے عام طور ایک دوسال تک نہیں گرتااور اشتہارات تو دوسرے دن گرجاتے ہیں۔لہذا مندرجہ بالاحکم اشتہارات کے لیے بطریق اولیٰ ہوگا۔

حروف کی تعظیم لازم ہےاگرچہ کچھ بھی لکھاہواہو:

کچھ لوگ اخبارات کوطرح طرح کی ضروریات میں استعمال کرتے ہیں بطور دسترخوان،ہوٹل سے روٹی اخبار میں لپیٹ کردی جاتی ہے،کھانا کھانے کے بعد ہاتھ پونچھ لئے،کوئی چیز میلی کچیلی ہوجائے تو اسے اخبار سےصاف کرلینا،کچھ کم بخت جوتے صفا کرنے سے اجتناب نہیں کرتے،بعض دوکاندار''سودہ سلف'' بھی اخبار کی پڑیامیں دیتے ہیں۔غرضیکہ قلیل مقدار میں اشیاء خوردنی سب کی سب اخبارات کے ٹکڑوں میں بکتی ہوئی نظرآتی ہیں۔

حالانکہ اس کے برعکس حکم یہ ہے کہ اخبارات کی تعظیم ضروری ہے بیشتر اخبارات میں قرآن وحدیث کا ترجمہ ضرور ہوتا ہے۔خصوصاًدینی،مذہبی کالموں میں تو درجنوں آیات کریمہ اوراحادیث طیبہ درج ہوتی ہیں۔علاوہ ازیں جن لوگوں کینام کے ساتھ احمد،محمد ہوتا ہےاگر ایک دن کی کسی بھی اخبار سے ایسے نام شمار کئے جائیں تو سیکڑوں سے زیادہ نام ملیں گے،نام محمد،احمد کی توقیر کس قدر مسلمان پر فرض ہے۔چلو اگر مذکورہ چیزیں درج نہ بھی ہوں تو دیگر حروف کی تعظیم بھی انتہاء ضروری ہےخواہ الف،با،کی صورت میں ہوں۔

حالانکہ علماءنےتصریح فرماءہے: کہ نفس حروف قابل ادب ہیں اگرچہ جداجدا لکھے ہوں جیسے تختی یاوصلی پر خواہ ان میں کوئی برانام لکھاہو جیسے فرعون،ابوجہل وغیرہما،تاہم حرفوں کی تعظیم کی جائے اگرچہ ان کافروں

کا نام لائق اہانت وتذلیل ہے۔(فتاویٰ رضویہ ۲۳/۳۳۶ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

لماسئل عن ا،ب،ت،ث،الیٰ آخرالحروف فقال:الالف من اسم اللہ الذی ہو اللہ ،والباء من اسم اللہ الذی ہو الباریء ،والتاء من اسم اللہ الذی ہو المتکبر ،والثاء من اسم اللہ الذی ہو الباعث والوارث،حتیٰ اتیٰ الیٰ آخرھا،فذکر انہا کلہا من اسماء اللہ وصفاتہ

جب انہوں نے ا،ب،ت،ث،آخر تک تمام حروف کے بارے میں دریافت کیا؟ تو فرمایا:''الف'' اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک کا حصہ ہے جو اللہ ہے۔"با" اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کا حصہ ہے جو باری ہے۔"تا" اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کا حصہ ہے جو متکبر ہے۔"ثا "اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کا حصہ ہے جو باعث اوروارث ہے۔حتیٰ کے آپ ﷺ نے تمام حروف کو آخر تک (اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کا حصہ) شمار فرمایا اور بیان فرمایا کہ یہ تمام اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کا حصہ ہیں۔(غنیۃ الطالبین:۱/۱۳۲:قدیمی کتب خانہ کراچی)

نبی کریم ﷺ نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

لماسئلہ عن معنیٰ ابجد ہوز حطی ...الیٰ آخرھا :یاعلی الاتعرف تفسیر ابی جاد؟الالف من اسم اللہ عزوجل الذی ہو اللہ،والباء من اسم اللہ الذی ہو الباری،والجیم من اسم اللہ الذی ہو الجلیل...الیٰ آخرھا.فذکر النبی ﷺ انہا من اسماء اللہ.

جب انہوں نے تمام حروف ابجد کے معنیٰ دریافت کیے(فرمایا)یاعلی:کیا تم ابجد کی تفسیر جانتے ہو الف اللہ تعالیٰ کیا سم مبارک کا حصہ ہے جو اللہ ہے۔"با" اللہ تعالیٰ کینام کا حصہ ہے جو باری ہے۔"جیم" اللہ تعالیٰ کے نام کا حصہ ہے جو جلیل ہے اس طرح نبی پاک ﷺ نے (آخر تک) ذکر فرمایا کہ یہ تمام حروف اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کا حصہ ہیں۔(غنیۃ الطالبین:۱/۱۳۲:قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

إِذَا كُتِبَ اسْمُ فِرْعَوْنَ أَوْ كُتِبَ أَبُو جَهْلٍ عَلَى غَرَضٍ يُكْرَهُ أَنْ يَرْمُوا إلَيْهِ ؛ لِأَنَّ لِتِلْكَ الْحُرُوفِ حُرْمَةً ، كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ

جب فرعون یا ابوجہل کے نام کسی نشانہ کے لئے لکھے جائیں تو (ان کی طرف تیر پھینکنا یا کسی اور چیز سے نشانہ بنانا) مکروہ ہے۔اس لئے کہ ان حروف کی عزت وتوقیر ہے جیسا کہ "سراجیہ "میں مذکور ہے۔

☆عش حیاۃ البساطۃ وایاک والرفاھیۃ والا سراف والبذخ،فکلماترفہ المجسم تعقدت الروح .☆

(فتاویٰ ہندیہ ۵/۳۲۳ داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان)

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حروف تہجی خود کلام اللہ ہیں کہ ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئے۔(فتاویٰ رضویہ: ۲۳/۳۳۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اگر گٹر کا پانی زیر زمین رس کر واٹر پمپ تک پہنچ جائے:؟

شہروں اور گنجان آبادیوں میں گٹر اور گندے کنویں کے قریب سے پینے کے لیے پانی نکالنے سے بچنا بہت مشکل ہے چونکہ ہر پانچ، دس قدم پر گٹر ہی گٹر ہیں پھر گٹر ایسی ساخت کے ہیں کہ ان میں جانے والا پانی، غلاظت مزید زیر زمین جذب ہو رہے ہیں۔اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا ایسے واٹر پمپ کا پانی پینے اور دیگر استعمال کے لیے جائز ہے؟ جس میں ہر وقت گٹر اور گندے کنویں کا ناپاک پانی رسنے سے مکس ہو رہا ہے؟

جواب یہ ہے کہ اگر واٹر پمپ، نلکا وغیرہ کے پانی کا رنگ اور گندے کنویں کے پانی کے رسنے سے تبدیل نہیں ہوا، ذائقہ بھی ٹھیک ہے اور بو بھی نہیں آتی تو ایسا پانی پاک ہے اور اسے استعمال کرنا جائز ہے۔اگر ان تین چیزوں سے یعنی پانی کا رنگ، بو، ذائقہ، نجس پانی سے تبدیل ہو جائے تو اس کا استعمال کرنا ناجائز ہے اور ایسا پانی ناپاک ہے۔قریب سے گٹر ختم کریں یا پھر وہاں سے واٹر پمپ وغیرہ کو اتنا دور لیجا کر کے فٹ کریں کہ نجاست کے آثار پانی میں نظر نہ آئیں۔

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بِئْرُ الْمَاءِ إذَا كَانَتْ بِقُرْبِ الْبِئْرِ النَّجِسَةِ فَهِيَ طَاهِرَةٌ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ أَوْ لَوْنُهُ أَوْ رِيحُهُ .كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ وَلَا يُقَدَّرُ هَذَا بِالذُّرْعَانِ حَتَّى إذَا كَانَ بَيْنَهُمَا عَشَرَةُ أَذْرُعٍ وَكَانَ يُوجَدُ فِي الْبِئْرِ أَثَرُ الْبَالُوعَةِ فَمَاءُ الْبِئْرِ نَجِسٌ وَإِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا ذِرَاعٌ وَاحِدٌ وَلَا يُوجَدُ أَثَرُ الْبَالُوعَةِ فَمَاءُ الْبِئْرِ طَاهِرٌ .كَذَا فِي الْمُحِيطِ وَهُوَ الصَّحِيحُ.هَكَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ

پینے، استعمال کے) پانی کا کنواں اگر نجاست کے کنویں (گٹر، گندے کنویں) کے قریب ہے تو جب تک اس کا ذائقہ، رنگ اور بو تبدیل نہ ہو، وہ پاک ہے۔

ظہیریہ میں اسی طرح ہے، اور ان دونوں (پانی پینے والے کنویں اور نجاست کے کنویں، گٹر) کے درمیان فاصلے کی حدود ہاتھ (گز) سے مقرر نہیں کی جائیگی یہاں تک کہ یہ حدود دس ہاتھ تک ہو۔اور اگر کنواں میں (اتنے فاصلے کے باوجود) نجاست کا اثر پایا جاتا ہے تو اس کنواں کا پانی نجس ہے۔اور اگر ایک ہاتھ کے فاصلے پر بھی اس کنواں میں نجاست کا اثر نہیں پایا جاتا تو وہ پانی پاک ہے، محیط، میں اسی طرح ہے اور یہی

صحیح ہے، محیط السرخسی، میں بھی اسی طرح ہے، (فتاویٰ ہندیہ:۲۰/۱: داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان)

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اَلْبُعْدُ بَیْنَ الْبِئْرِ وَالْبَالُوعَةِ بِقَدْرِ مَا لَا یَظْهَرُ لِلنَّجِسِ أَثَرٌ

کنویں اور نجس چہ بچہ (چھوٹا گڑھا) کے درمیان اتنا فاصلہ ہو کہ نجاست کا اثر کنویں میں ظاہر نہ ہو۔

(درمختار:۱۶۲/۱ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

کنویں کے قریب نجس چہ بچہ (چھوٹا گڑھا) کا ہونا اُسے نجس کر دیتا ہے۔ بعض نے کہا پانچ ہاتھ سے کم تک بعض نے سات ہاتھ سے کم تک، اور صحیح یہ ہے کہ جتنی دُور سے نجاست کا اثر ظاہر ہو نجس کر دے گا اگر چہ بیس ۲۰ ہاتھ کے فاصلہ سے۔ (فتاویٰ رضویہ:۲۸۷/۶ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

......☆......☆......☆......☆......☆......

......☆......☆......☆......☆......☆......

۱۴ سالہ اشاریہ ماہ نامہ فقہ اسلامی

اس اشاریئے کی مدد سے آپ یہ جان سکتے ہیں کہ گزشتہ چودہ برس میں کن کن موضوعات پر اس مجلّہ میں مضامین شائع ہو چکے ہیں' اور اشارئے کی مدد سے اپنی ضرورت اور پسند کا مضمون حاصل کرنے کے لئے مطلوبہ شمارہ طلب کر سکتے ہیں۔

قیمت صرف سو روپے علاوہ ڈاک خرچ

☆وزع الاعمال ولا تجمعها فی وقت واحد، بل اجعلها فی فترات وبینها اوقات للراحة، لیکون عطاؤک جیدا.☆